نمبر ۱۷ | ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | یوم شنبہ | مطابق ۷ راگست ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی شادی کی تقریب پر ۴ راگست حضرت میرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت میرزا شریف احمد صاحب حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ نیز حضرت ام المومنین رضؓ اور سیدہ ام ناصر احمد صاحب حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی تشریف لے گئیں ؛

۵ راگست ۶ بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر مالیر کوٹلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مقامی جماعت کا امیر حضور نے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو مقرر فرمایا۔ برات انشاء اللہ ۶ راگست کو واپس آئیگی۔ لوکل انجمن شاندار استقبال کا انتظام کر رہی ہے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کامل تبدیلی پیدا کرو۔ تا احمدیت کو بدنام نہ کرو

"ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ میں اپنے مخالفوں کے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے چاہا ہے۔ کہ یہ جماعت گناہوں سے پاک ہو۔ اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکھائے۔ وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جائے ان میں باہم کسی قسم کا بغض و کینہ نہ ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا۔ اور سچی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکھاتا۔ وہ یاد رکھے۔ کہ دشمنوں کی اس مراد کو پورا کر دیگا۔ وہ یقیناً ان کے سامنے تباہ ہو جائیگا۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔

وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تھی۔ یعنی بنی اسرائیل جن میں کثرت سے نبی اور رسول آئے۔ اور خدا تعالےٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھیرائے گئے تھے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑی اور اس نے راہ مستقیم کو چھوڑ دیا۔ سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ وہ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی۔ خدا تعالےٰ کا غضب ان پر ٹوٹ پڑا۔ اور ان کا نام سور اور بندر رکھا گیا۔ یہاں تک کہ وہ گر گئے۔ کہ انسانیت سے بھی ان کو خارج کیا گیا۔ یہ کس قدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے اسی طرح یہ قوم جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ وہ قوم ہے کہ خدا تعالےٰ اس پر بڑے بڑے فضل کریگا۔ لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دُعا

(۱) میرے ماموں میاں غلام محمد صاحب اپنے گاؤں میں صرف اکیلے احمدی ہیں۔ گاؤں والوں نے مکمل بائیکاٹ کیا ہوا ہے اور ہر طرح سے ایذا رسانی کر رہے ہیں۔ جس سے ان کا مال و جان خطرہ میں ہے۔ مولوی نے لوگوں کو ان کے قتل کے لئے اکسایا ہوا ہے۔ احباب دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ خاکسار محمد اسمٰعیل۔ ازمصر :: (۲) میری صحت خراب ہے۔ اور آج کل بڑی تکلیف ہے۔ احباب دُعائے صحت کریں۔ خاکسار مرزا فتح محمد مُوہناڈی۔ بغداد (عراق) (۳) میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ جو بیمار ہے۔ احباب کرام اس کی درازی عُمر اور نیک و متقی بننے کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار شیخ محمد شریف احمدی۔ ڈیرہ بابا نانک ::

(۴) میرے بھائی چودھری عبدالعزیز صاحب کاٹھ گڑھی۔ و ماسٹر عطاء اللہ صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں۔ دونوں کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار عبدالرحیم خان۔ قادیان :: (۵) برادرم محمد شفیع کا لڑکا عرصہ سے بیمار ہے احباب شفایابی کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار عنایت اللہ فیض اللہ حکیم۔ (۶) میرے بھائی حامد حسین خان صاحب ناظر کلکٹری میرٹھ کچھ عرصہ سے درد گردہ سے بیمار ہیں احباب سے دُعا کی درخواست ہے :: خاکسار محمد یحییٰ، از قادیان :: (۷) عبدالکریم خان یوسف زئی ٹیلیگرافسٹ رام پور کشمیر سے تبدیل ہو کر گلگت میں (Gilgit) متعین ہوئے ہیں۔ چار سو میل کا سفر ہے۔ احباب دعا کریں۔ یہ سفر سلامتی سے طے ہو جائے۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔

(۸) مخالفین کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے دوست دُعا کریں۔ خاکسار غلام رسول از بدوملہی :: (۹) میرا لڑکا بشیر احمد تپ دق میں مبتلا ہے۔ احباب شفایابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار حسین بخش صوبہ ڈیرہ سندھ :: (۱۰) میں اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی ہوں۔ مخالفین کی طرف سے بہت تکلیف ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے۔ خاکسار عبداللطیف از چوہال گجرات ::

اعلان نکاح

(۱) ۲۷ر جولائی ۱۹۳۴ء خطبہ جمعہ سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسمات زہرہ بیگم بنت مولوی عبدالغنی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ دھرم کوٹ بگہ کا نکاح بعوض مہر مبلغ پانصد روپیہ مولوی عبدالکریم صاحب چشتی مولوی فاضل سے پڑھایا۔ خاکسار قمرالدین۔ قادیان :: (۲) عزیزم بشیر احمد خان صاحب ابن ملک محمد شفیع خانصاحب اوورسیر کنجاہ کا نکاح اقبال بیگم صاحبہ بنت ملک محمد حسن صاحب اکونٹنٹ راولپنڈی کے ساتھ بعوض پانچ صد روپیہ مہر ۱۵-جولائی ۱۹۳۴ء کو قاضی محمد رشید صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی نے پڑھا۔ احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ بابرکت کرے۔ خاکسار عبدالسمیع ایم۔بی۔بی۔ایس قادیان ::

(۲) میری اہلیہ محترمہ ۲۳-جولائی ۱۹۳۴ء کو فوت ہو گئی ہے احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار سراج الدین۔ شاہدرہ۔ (۳) میرا لڑکا محمد ارشد ۲۸-جولائی فوت ہو گیا۔ احباب دعائے مغفرت اور صبر جمیل کریں۔ خاکسار محمد خورشید از دھرم کوٹ ::

پلول کے وٹرنری ڈاکٹر و سپرنٹنڈنٹ کے خلاف اظہار ناراضگی قرار داد

۲ر اگست کو جماعت احمدیہ قادیان کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں سکرٹری صاحب لوکل جماعت احمدیہ نے وُہ خبر پڑھ کر سنائی۔ جو اخبارات میں پلول ضلع گوڑگانوں کے شفاخانہ مویشیان کے انچارج ایک ہندو ڈاکٹر اور سکھ وٹرنری سپرنٹنڈنٹ کے متعلق شائع ہُوئی ہے۔ کہ انہوں نے محض مسلمانوں کی دلآزاری کے لئے ایک گدھے کا نام نعوذ باللہ احمد رکھا ہُوا ہے۔ اور وُہ اس نام سے اسے پکارتے ہیں۔ اس خبر کو سُن کر کئی ہزار کے مجمع میں بے حد رنج اور غم و غصہ پیدا ہو گیا۔ اور فتنہ پردازوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہُوئے تمام مجمع نے کھڑے ہو کر ناراضگی کی قرارداد پیش کی متعلقہ حکام کو چاہیئے۔ کہ فوراً توجہ کریں۔ اور شرارت پسند سرکاری ملازموں کو پوری سزا دے کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کریں۔

اعلان بیعت

میں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۱۷ر جولائی ۱۹۳۴ء کو مع اپنے مندرجہ ذیل اہل و عیال کے احمدیت یعنی حقیقی اور زندہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے خصوصاً اور دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ اور افراد جماعت سے عموماً التجا ہے۔ کہ میری اور میرے اہل و عیال کی استقامت و دینی ترقی کے لئے خلوص دل سے دُعا فرمائیں۔ اس سے پیشتر میرے برادر بزرگ پیر چراغ شاہ صاحب مرحوم احمدی ہو چکے ہیں۔ اور یہ انہی کی تحریک اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ مجھے اپنی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک جماعت میں داخل ہونے کی توفیق ہوئی ہے:۔

طالب دعا (۱) سراج الدین پٹواری نہر گوجرہ (۲) زہرہ بیگم زوجہ سراج الدین (۳) محمد اقبال اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر فرزند سراج الدین۔ (۴) محمد لطیف سیالکوٹ فرزند " (۵) اقبال بیگم دختر سراج الدین۔ (۶) محمد حمید فرزند " (۷) رشیدہ بیگم " " - (۸) مبارک احمد " " (۹) نصرت بیگم " " (۱۰) ظفر بابر شاہ " "

(۱۱) امۃ الحفیظ بیگم اہلیہ عزیز محمد اقبال (۱۲) [illegible] محمد اقبال (۱۳) [illegible] فرزند عزیز محمد اقبال (۱۴) [illegible] فرزند عزیز محمد اقبال ::

۱۹۳۴ء کا دُوسرا یوم التبلیغ

اور

یوم سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

۱- اس سال دُوسرے یوم التبلیغ کے لئے ۳۰-ستمبر ۱۹۳۴ء کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اس تاریخ کو مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیارپوری بموجب پیشگوئی فوت ہوئے تھے۔ یعنی ۳۰ر ستمبر ۱۸۹۲ء کو۔ احباب اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں ::

۲- اس سال سیرت نبوی کے جلسوں کے لئے ۲۵-نومبر ۱۹۳۴ء کی تاریخ مقرر کی گئی ہے اس کے لئے بھی احباب ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اس کے لئے حسب ذیل مضمون رکھے گئے ہیں ::

(۱) ازدواجی زندگی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ ::

(۲) تبلیغ حق کا فریضہ آپؐ نے کس طرح ادا فرمایا ::

نوٹ:۔ الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے لئے جو مضامین بھیجے جائیں۔ وُہ ان ہر دو عنوانوں کے ماتحت ہوں۔ وُہی مضامین شائع کئے جائیں گے۔ جو ان کے ضمن میں ہونگے ::

(ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

(۳) میاں عبداللہ صاحب ولد کرم الٰہی صاحب احمدی کا نکاح بعوض مبلغ دوصد روپیہ مہر عایشہ بی بی بنت امیر بخش صاحب احمدی سکنہ ڈنگہ کے ساتھ ڈاکٹر محمد الدین صاحب نے پڑھا۔ خاکسار احمد الدین، ڈنگہ ::

دعائے مغفرت

(۱) منشی عمر علی خان صاحب کا ایک لڑکا جو کہ پیری میں تولد ہوا۔ ایک برس دو مہینہ کی عمر میں ۱۲ر جولائی کو تالاب میں غرق ہو کر فوت ہو گیا۔ احباب دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ منشی صاحب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحوم کی مغفرت کرے۔ خاکسار یوسف علی خان دہول شاہی کٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

ریاست کشمیر کے نادان دوست

ہندو اپنی اس تنگدلی اور خود غرضی کی وجہ سے جو ہندوستان میں مسلمانوں اور دوسری اقوام کے حقوق کے تصفیہ اور سمجھوتہ میں روکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ ریاست کشمیر کے متعلق بھی نادان دوست ثابت ہو رہے ہیں۔ ریاست کشمیر کو آبادی کے لحاظ سے مسلمان ریاست کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں ۹۸ فیصدی مسلمان آباد ہیں۔ ایسی صورت میں چاہیئے تو یہ کہ مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے۔ ان کی ترقی اور ترفع کے سامان مہیا کئے جائیں۔ انہیں غربت و افلاس سے نکالنے کی کوشش کی جائے۔ ریاستی ملازمتوں۔ اور ملکی نظم و نسق میں انہیں پورا پورا حصہ دیا جائے۔ تاکہ ملک میں خوشحالی اور امن و امان کا دور دورہ ہو۔ ریاست کی شان و شوکت میں اضافہ ہو۔ اور راعی و رعایا کے تعلقات مضبوط و خوشگوار ہوں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ریاست کی مسلمان آبادی نہایت ذلت و نکبت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ مسلمانوں کی غربت و افلاس حد سے بڑھا ہوا ہے۔ ریاست کی ملازمتوں میں انہیں نہایت ہی قلیل اور ناقابل ذکر حصہ دیا جاتا ہے۔ اور اب کچھ عرصہ سے مسلمانان ریاست اپنے حقوق کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔ اپنی حالت زار کی طرف ریاست کو توجہ دلا رہے ہیں۔ اور اپنے ساتھ منصفانہ سلوک کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہندو ریاست پر یہ زور ڈال رہے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو ترقی کرنے کا۔ اور اپنے حقوق حاصل کرنے کا کوئی موقعہ نہ دے اور جب کبھی ریاست مسلمانوں کے زندہ رہنے کی طرف تھوڑی بہت توجہ کرتی ہے۔ تو ہندو اخبارات اس کے خلاف شور مچا دیتے۔ اسے طرح طرح کی دھمکیاں دینا شروع کر دیتے۔ اور یہ مطالبہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ وہ اپنی کثیر التعداد مسلمان آبادی کو نظر تغافل کر کے ہر لحاظ سے اس پر مٹھی بھر ہندوؤں کو مسلط رکھے۔

ریاست میں عام طور پر مسلمان زراعت پیشہ اور کھیتی باڑی کا کام کرنے والے ہیں۔ اور ریاست کی آمدنی کا بہت بڑا انحصار انہی کی خون و پانی ایک کر دینے والی محنت و مشقت پر ہے۔ لیکن خود ان کی جو حالت ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ نہ انہیں پیٹ بھر کر کھانے کو ملتا ہے۔ نہ تن ڈھانپنے کو کپڑا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ موسم سرما میں وہ پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور نہایت کڑی محنت و مشقت کر کے نہ صرف اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ ریاستی محاصل کی ادائگی سے بھی عہدہ برآ ہوتے ہیں کیونکہ کھیتی باڑی سے جو کچھ کماتے ہیں۔ وہ ان کا نہیں۔ بلکہ ان سود خوار مہاجنوں، کھتریوں اور ارروڑوں کا ہوتا ہے۔ جنہوں نے زمینوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور جو روز بروز زراعت پیشہ مسلمانوں کو بے دخل کر کے ان کی زمینوں پر قابض ہوتے جا رہے ہیں۔

زمینداروں کی ایسی حالت میں ان کی تباہی کو دیکھکر جب انگریزی حکومت پنجاب میں آج سے کئی سال پہلے ایکٹ انتقال اراضی نافذ کر چکی ہے جس کی رو سے غیر زراعت پیشہ لوگوں کو اراضی خریدنے کی ممانعت ہے۔ تو پنجاب کی ہمسایہ اور ملحق ریاست جموں و کشمیر کا بھی فرض تھا۔ کہ اپنی زراعت پیشہ رعایا کو سود خواروں کے پنجۂ بیداد سے بچانے کے لئے کوئی انتظام کرتی۔ اور آج سے بہت پہلے کرتی۔ لیکن اب جبکہ حالات کے نہایت نازک ہو جانے پر اس نے ایک حد تک توجہ کی ہے۔ اور ایکٹ انتقال اراضی کے نفاذ کی ضرورت سمجھی ہے۔ تو ہندوؤں کے مشیر کار ایک طرف تو ریاست کو دھمکا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کو شورش انگیزی کی تلقین کر رہے ہیں۔ چنانچہ حکومت جموں و کشمیر نے اپنے ۱۵۔ ہاڑ سمت ۱۹۹۱ بکرم کے گزٹ میں ایکٹ انتقال اراضی کے ماتحت صوبہ کشمیر و ضلع مظفر آباد کے زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ فرقوں کے متعلق جو اعلان کیا ہے۔ اسے اخبار "ملاپ" (۱۴ راگست) نے "تباہی کی طرف ایک اور قدم" قرار دیتے ہوئے جہاں یہ لکھا ہے:۔ کہ

"اس بات کو برملا کہنے میں مجھے کوئی جھجک نہیں۔ کہ سلطنت جموں و کشمیر کی سلامتی اسی وقت تک ہے۔ جب تک یہاں کے ہندوؤں میں طاقت رہے گی۔ جب یہ کمزور ہو گئے۔ یا کر دیئے گئے۔ تو اس سلطنت کا نقشہ پلٹ جائیگا۔"

وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "کیا گورنمنٹ کشمیر ہندوؤں کو جلاوطن ہونے اور ہجرت کر جانے پر آمادہ کر رہی ہے یا کیسی اور طاقت کی پیروی کی تلقین کر رہی ہے"۔ اور ہندوؤں سے کہا گیا ہے۔ کہ "سب لوگ متحد ہو کر تمام ہندوؤں کو زراعت پیشہ قرار دیئے جانے پر زور دو"۔

گویا ایک طرف تو یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ ریاست کشمیر ہندوؤں کو طاقتور رکھنے کے لئے مسلمانوں کی تباہی میں ان کی کوئی مدد نہ کرے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کو یہ سکھایا جا رہا ہے۔ کہ وہ ہر اس بات کی مخالفت کریں۔ جس سے مسلمانان کشمیر کے زندہ رہنے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ "ملاپ" کے نزدیک ریاست کشمیر کی وہ پالیسی تو نہایت ہی مفید اور ضروری ہے۔ جو مہاراجہ گلاب سنگھ کے وقت سے کام کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور جو اسی کے الفاظ میں یہ ہے کہ "باہر کے (غیر مسلم) لوگوں کی حوصلہ افزائی کر کے انہیں ریاست کشمیر میں آباد کیا جائے۔ تاکہ اس کی آبادی بڑھے اور اس کی ترقی ہو"۔ لیکن ریاست کے مسلمان باشندوں کو سود خوار مہاجنوں کی دست درازیوں سے بچانے اور ان کی زمینوں کو محفوظ رکھنے کے لئے کوئی انتظام کرنا تباہی کی طرف ایک اور قدم اٹھانا ہے۔ کیوں اس لئے کہ اس طرح "کشمیر کی ہندو سلطنت بالشک و شبہ کمزور ہو جائے گی"۔ اگر ہندوؤں کے نزدیک کسی ملک میں حکمرانی کا اصل یہی ہے۔ کہ حکمران کا جو مذہب ہو۔ اس کی طرف منسوب ہونے والے لوگوں کو مضبوط و طاقتور بنائے۔ اور دوسرے مذاہب کی رعایا کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں ڈالے رکھے۔ تو بے شک وہ ریاست کشمیر سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس میں وہی پالیسی جاری رہنی چاہیئے۔ جو مہاراجہ گلاب سنگھ کے وقت سے کام کرتی رہی ہے اور باہر سے ہندوؤں اور سکھوں کو بلا کر مسلمانوں کی تباہی کا روز بروز زیادہ سامان کیا جائے۔ لیکن اگر حکمران کا سب سے بڑا فرض یہ ہے۔ کہ اپنی ہر مذہب و ملت کی رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور اسے ترقی کا موقعہ دے تو پھر کشمیر کی ۹۸ فیصدی مسلمان آبادی کو حکومت کشمیر کیونکر نظر انداز کر سکتی ہے۔ خاصکر ایسی صورت میں جبکہ مہاراجہ بہادر اعلان کر چکے۔ اور کئی بار اسے دوہرا چکے ہیں۔ کہ ان کا مذہب انصاف ہے۔ اور وہ اپنی ہر مذہب کی رعایا کے ساتھ انصاف کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اگر یہ فرض ریاست کی ۹۸ فیصدی آبادی کے متعلق ادا نہ کیا جائے۔ اور رعایا کے اتنے بڑے حصہ کو اس لئے کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا جائے۔ کہ اس کا مذہب حکمران ریاست کے مذہب سے جدا ہے تو ناممکن ہے کہ ریاست ترقی کر سکے۔ اور خوشحالی کی طرف قدم بڑھا سکے۔ جیسا کہ مہاراجہ گلاب سنگھ سے لیکر اس وقت تک کا تجربہ شاہد ہے۔ پس جو لوگ ریاست کشمیر سے یہ کہہ رہے ہیں

کہ اس کی سلامتی مٹھی بھر ہندوؤں کو طاقت ور بنانے اور ملک کی بہت بڑی آبادی کو کمزور رکھنے میں ہے وُہ اس کے خیر خواہ نہیں بلکہ نادان دوست ہیں۔ کوئی عقل سمجھ رکھنے والا ابھی کوئی انسان خیال نہیں کر سکتا کہ ایک نہایت ہی قلیل التعداد فرقہ کے مقابلہ میں آبادی کے بہت بڑے حصہ کے حقوق کو نظر انداز کر دینے اسے نکبت و ادبار میں مبتلا رکھنے اور اس کے لئے ترقی کے دروازے مسدود کر دینے والی کوئی حکومت مستحکم و مضبوط ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ اتنی موٹی بات کو حکومت کشمیر نظر انداز نہیں کرے گی۔ اور اپنی ذات پیشہ اور کثیر التعداد مسلمان رعایا کے متعلق اپنا فرض ادا کرنا فرض سمجھے گی *

کسی احمدی نے صحابہ کرام کی توہین نہیں کی

اخبار "نور" کے حوالہ سے ایک آریہ اخبار "آریہ مسافر" (۲۹ جولائی) نے لکھا ہے۔ کہ ایک احمدی نے عدالت میں شہادت دیتے ہوئے ایسے الفاظ استعمال کئے۔ جن سے صحابہ کرام کی توہین ہوتی ہے۔ لیکن جس شخص کے متعلق یہ کہا گیا ہے جب اس سے دریافت کیا گیا۔ تو اس نے حلفیہ طور پر اس الزام سے انکار کرتے ہوئے اصل بات یہ بیان کی۔ کہ مدعی کے وکیل نے جب میری احمدی ہونے سے قبل کی زندگی پر جرح کرنی چاہی۔ تو میں نے جو کچھ کہا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ وُہ زندگی اسی طرح آوارگی کی زندگی تھی جس طرح بعض صحابہ کی اسلام لانے سے قبل کی زندگی تھی۔ اور قرآن کریم کی آیت ویزکیھم سے یہ ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو پاک کیا جن کی سابقہ زندگی کسی قسم کی آلودگیوں سے ملوث تھی۔ ورنہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے سے قبل وُہ پاک و صاف تھے۔ تو پھر ویزکیھم کا کیا مطلب۔

ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کی گفتگو میں نہ صرف صحابہ کرام کی کسی قسم کی توہین کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔ بلکہ اس میں اس عظیم الشان تغیر کی طرف اشارہ ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحابہ کرام میں پیدا کیا تھا۔ اور اس کا ذکر خود صحابہ بڑے فخر کے ساتھ کرتے۔ اور اسے ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیتے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ ان پر ہوئیں۔ چنانچہ صحابہ کرام کا ایک قافلہ جب کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اپنے گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اور حبشہ میں ہجرت کر کے چلا گیا۔ تو کفار کی ایک سفارت نے جو عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص پر مشتمل تھی۔ وہاں پہنچ کر ان کے متعلق نجاشی شاہ حبش سے درخواست کی۔ کہ ہمارے مجرم ہمکو حوالے کر دیئے جائیں۔ نجاشی نے صحابہ کو بلا کر پوچھا۔ تم نے کونسا نیا دین ایجاد کیا ہے۔ اس پر صحابہ نے اپنی طرف سے گفتگو کرنے کے لئے حضرت جعفرؓ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ انتخاب کیا۔ انہوں نے اس وقت جو تقریر کی۔ اس میں کہا "ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔ بُت پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بدکاریاں کرتے تھے ہمسایوں کو ستاتے تھے۔ بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ قوی لوگ کمزوروں کو کھا جاتے تھے۔ اس اثنا میں ہم میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی شرافت اور صدق و دیانت سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے۔ اس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔ اور یہ سکھلایا۔ کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں۔ خونریزی سے باز آئیں۔ یتیموں کا مال نہ کھائیں۔ ہمسایوں کو آرام دیں۔ عفیف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔ نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ زکوٰۃ دیں۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ شرک اور بُت پرستی چھوڑ دی۔ اور تمام اعمال بد سے باز آئے۔ اس جرم پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی۔ اور ہم کو مجبور کرتی ہے۔ کہ پھر اسی گمراہی میں واپس آ جائیں"۔

اس واقعہ سے جس کا ذکر انہی الفاظ میں مولانا شبلی نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ حصہ اول کے صفحہ ۱۷۴ میں کیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ صحابہ کو خود اعتراف تھا۔ کہ اسلام لانے سے قبل کی ان کی زندگی قابل اصلاح تھی۔ پس شہادت دیتے ہوئے جو کچھ کہا گیا۔ اس میں قطعاً صحابہ کرام کی کسی قسم کی ہتک نہیں کی گئی *

ہندوؤں کی مذہبی کتب میں گئو کشی کا ذکر

اخبار آریہ گزٹ (۲۹ جولائی) میں پنڈت رام چندر جی دہلوی کی ایک تقریر چھپی ہے جس میں انہوں نے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں بھگوان کرشن کو ایسی شکل میں دکھلایا گیا ہے۔ کہ وُہ اپنے ہاتھ میں کٹار لئے ہوئے اسے گئو ماتا پر چلا رہے ہیں" کہا۔

"اس میں ہمارا بھی قصور ہے۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ ہماری کتابوں میں کچھ لوگوں نے غلط پرمان درج کر دیئے ہیں۔ اور وہ ابھی تک وہاں موجود ہیں"۔

گویا پنڈت جی نے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ ہندوؤں کی مذہبی کتب میں ایسی باتیں موجود ہیں جن سے کرشن جی کے متعلق ثابت ہوتا ہے۔ کہ وُہ گائے ذبح کیا کرتے تھے۔ پنڈت جی اس قسم کے حوالوں کو غلط پرمان قرار دیا۔ اور بعد کے لوگوں کی ملاوٹ بتایا ہے۔ لیکن کیوں نہ سمجھا جائے۔ کہ ان کا یہ خیال اپنی موجودہ ذہنیت کے ماتحت ہے۔ اب چونکہ وہ گائے کا ذبح کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ اس لئے اپنی مذہبی کتب کے ان پرمانوں کو جن میں گائے کے ذبح کرنے کا ذکر ہے۔ غلط اور ملاوٹ قرار دیتے ہیں *

صوبہ مدراس کے لئے قانون انتقال اراضی کی ضرورت

سودی کاروبار کرنے والے ساہوکار ہر جگہ ہی زمینداروں۔ اور کاشتکاروں کے لئے بلائے بے درماں ثابت ہوئے ہیں۔ پنجاب میں ان کے ہاتھوں زمینداروں کی جو حالت ہو چکی ہے۔ وُہ ظاہر ہے۔ آخر حکومت کو قانون قرضہ بنانے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ گو یہ قانون ابھی تک معرض التوا میں پڑا ہوا ہے۔ اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ وُہ بالکل بے اثر و غیر مفید ہو کر رہ جائے۔ تاہم یہ تو ظاہر ہے۔ کہ حکومت کو زمینداروں کی حالت زار کا اعتراف ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ مدراس کونسل کے ایک ہندو ممبر قانون انتقال اراضی مدراس ۱۹۳۴ء کے نام سے ایک بل پیش کرنے والے ہیں جس کی ضرورت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ

"کاشتکاروں کے سر بھاری قرضہ سے کساد بازاری کے باعث زمین کی قیمت اتنی گر گئی ہے۔ کہ کساد بازاری شروع ہونے کے وقت کی قیمت سے آدھی بھی نہیں رہی۔ چونکہ زراعتی پیداوار کی قیمت اکثر کم ہے۔ اس لئے کاشتکاروں کے لئے اپنے قرضہ کی ادائگی کٹھن ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ زمین پیشہ ور ساہوکاروں اور تجارت داروں کے جن کا زمین یا دیہاتیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہاتھوں میں چلی جائے گی *

پنجاب میں چونکہ ساہوکارہ اور سودی کاروبار کرنے والے ہندو ہیں۔ اور زمیندار مسلمان۔ اس لئے جب کبھی ساہوکاروں کے مظالم کے خلاف آواز اٹھائی جاتی ہے۔ یا حکومت زمینداروں کے بچاؤ کی کوئی صورت کرتی ہے۔ تو ہندو شور مچاتے ہیں۔ لیکن مدراس میں چونکہ عام طور پر کاشتکار بھی ہندو ہیں اور ساہوکار بھی ہندو۔ اس لئے وہاں یہ صورت نہیں پیدا ہو سکیگی۔ اور امید ہے۔ کہ قانون انتقال اراضی بآسانی پاس ہو جائے گا *

گاندھی ازم کو مٹانے والے

خدا کی شان گاندھی جی اپنی خلافت امن اور خلاف قانون تحریک پر پردہ ڈالنے کے لئے جو کچھ کیا کرتے تھے۔ آج کچھ وُہ لوگ کہہ رہے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وُہ ان کی جان لینا چاہتے ہیں سول نافرمانی کے عروج کے ایام میں گاندھی جی کا تکیۂ کلام یہ تھا۔ کہ ہم انگریزوں کے دشمن نہیں۔ بلکہ اس بوجھ کو کچلنا چاہتے ہیں جس کے ماتحت انگریز ہندوستان میں حکومت کر رہے ہیں۔ آج بعینہ یہی بات گاندھی جی کے مخالف ان کی نسبت کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ حال میں اینٹی لیگ کی طرف سے کلکتہ میں اس مضمون کے اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ کہ "ہم گاندھی جی کو قتل کرنا نہیں چاہتے بلکہ گاندھی ازم کو مٹانا چاہتے ہیں"۔ (انقلاب ۲۱ جولائی) کیا گاندھی جی اور ان کے پیرو اس اعلان سے مطمئن ہو کر اپنے مخالفوں کو ان کی سرگرمیوں میں حق بجانب قرار دیں گے؟

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر صحیح بخاری کی شہادت

ہرقل شاہِ روم اور ابوسفیان میں مکالمہ

ابوسفیان اور ہرقل شاہ روم کے درمیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کے متعلق جو مکالمہ ہوا۔ اور جس کا ذکر صحیح بخاری میں پایا جاتا ہے۔ اس کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ایک گذشتہ پرچہ میں پیش کیا جاچکا ہے۔ اسی ضمن میں آج ہرقل کے پیشکردہ بعض اور معیاروں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت واضح کی جاتی ہے۔

ہرقل کا چوتھا سوال

ہرقل نے چوتھا سوال ابوسفیان سے یہ کیا۔ کہ کیا مدعی نبوت کے دعوے کرنے سے پیشتر تم نے کبھی اسے جھوٹ بولتے سنا۔ ابوسفیان نے اس کا نفی میں جواب دیا۔ ہرقل اس امر کا ذکر کرتے ہوئے ابوسفیان سے کہتا ہے۔ سالتک

هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت ان لا فقد اعرف انه لم يكن ليذر الكذب على الناس ويكذب على الله

یعنی میں نے تجھ سے دریافت کیا تھا۔ کہ کیا اس شخص کے دعوے سے پہلے تم اسے جھوٹا سمجھتے تھے۔ تو نے بتایا۔ کہ نہیں۔ میں اس سے یہ سمجھا ہوں۔ کہ وہ دعوے نبوت میں جھوٹا نہیں کیونکہ یہ بات ہو نہیں سکتی۔ کہ جو شخص انسانوں پر جھوٹ بولنے سے ہمیشہ محترز رہا ہو۔ وہ خدا پر جھوٹ بولنا شروع کردے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی

اس معیار کے ماتحت جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر غور کیا جائے۔ تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ دعوے سے قبل آپ کی راستبازی بھی مسلم تھی۔ چنانچہ اس بارے میں قادیان کے وہ تمام ہندو آریہ سکھ اور مسلمان جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی کو دیکھا۔ متحدہ طور پر گواہ ہیں کہ آپ نے کبھی مشکل سے مشکل وقت میں بھی جھوٹ نہ بولا۔ ان کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی حالات سے اس قدر گہری واقفیت رکھتے تھے۔ کہ خود لکھتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے کم نکلیں گے مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھا کرتے تھے۔) ہمارے ہم مکتب بھی"۔

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۶)

اور باوجود اس کے کہ آخر تک مخالف رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی زندگی کے متعلق راستبازی و صداقت کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں۔

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۹)

قابل غور امور

ان الفاظ میں کئی امور قابل غور ہیں

اوّل۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے یہ رائے صرف موافقین کے خیالات کے ماتحت نہیں دی۔ بلکہ ان کے نزدیک مخالفین بھی اس رائے میں ان کے ہم زبان تھے۔ جیسا کہ "مخالف و موافق" کے الفاظ بتا رہے ہیں۔

دوم۔ مولوی صاحب نے اس امر کا بھی اقرار کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی ایک خوبی نہیں۔ بلکہ آپ تمام اوصاف کے حامل اور شریعت محمدیہ پر پوری طرح قائم اور پرہیزگار ہیں۔

سوم۔ مولوی صاحب نے صاف الفاظ میں آپ کی راستبازانہ زندگی کو "صداقت شعار" کے الفاظ میں بیان کیا۔ اور بتایا۔ کہ آپ کی دعوے سے قبل کی زندگی حقیقت میں مومنانہ اور راستبازانہ تھی۔

حضرت مسیح موعود کی تحدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی کے پاکیزہ ہونے کا دوسرا اہم ثبوت آپ کا وہ دعوے ہے جسے آپ نے دنیا کے سامنے یوں پیش فرمایا کہ "میں اس شکر کے ادا کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ جسطرح خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید میں اپنی وحی کے ذریعے کفار کو ملزم کیا۔ اور فرمایا کہ یہ میرا نبی اس اعلےٰ درجہ کا نیک چال چلن رکھتا ہے۔ کہ تمہیں طاقت نہیں۔ کہ اس کی گذشتہ چالیس برس کی زندگی میں کوئی عیب اور نقص نکال سکو۔ باوجود اس کے کہ وہ چالیس برس تک دن رات تمہارے درمیان ہی رہا۔ ۔۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرے مخالفین اور مکذبین کو ملزم کیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۲ میں میری نسبت یہ الہام ہے۔ جس کے شائع کرنے پر ۲۰ برس گذر گئے ہیں اور وہ ہے۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یعنی ان مخالفین کو کہہ دے۔ کہ میں چالیس برس تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں۔ اور اس مدت دراز تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو۔ کہ میرا کام افتراء اور دروغ نہیں ہے۔ اور خدا نے ناپاکی کی زندگی سے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ تو پھر جو شخص اس قدر مدت دراز تک یعنی چالیس برس تک ہر ایک افتراء اور شرارت اور مکر اور خباثت سے محفوظ رہا۔ اور کبھی اس نے خلقت پر جھوٹ نہ بولا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ برخلاف اپنی عادت قدیم کے اب وہ خدا تعالےٰ پر افتراء کرنے لگا اس جگہ یاد رہے کہ شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی جس نے ملک میں فتنۂ تکفیر برپا کیا۔ ۔۔۔۔ یہ شخص ابتدائی عمر میں میرا ہم مکتب بھی رہا ہے۔ ۔۔۔۔ غرض شیخ محمد حسین کو خوب معلوم ہے۔ کہ میں اس چھوٹی عمر میں ہی کس طرز کا آدمی تھا"

(تریاق القلوب صفحہ ۹۸ طبع اول)

پھر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے ظالم مخالفین کو ملزم کرنے کے لئے مجھے یہ حجت عطا کی۔ کہ اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے یہ سمجھایا۔ کہ ان سے پوچھ۔ میری چالیس برس کی زندگی میں جو اس سے پہلے تم میں ہی میں نے بسر کی۔ کونسا نقص یا عیب تم نے میرا پایا۔ اور کونسا افتراء اور جھوٹ میرا ثابت ہوا"

(تریاق القلوب صفحہ ۹۹ طبع اول)

آئینہ کمالات اسلام میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

"اگر آپ طالب حق بنکر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھے محفوظ رکھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑگئی۔ کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جلشانہ کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہوگیا۔ اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے۔ اور بسا اوقات محض خدا تعالےٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی

اور مسیح کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس گاؤں اور نیز بٹالہ میں بھی میری ایک عمر گذر گئی ہے۔ مگر کون ثابت کر سکتا ہے۔ کہ کبھی میرے مونہہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتداء سے متروک رکھا۔ اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا۔ تو پھر میں خدا تعالےٰ پر کیوں جھوٹ بولتا۔" (صفحہ ۲۹ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

نزول المسیح میں فرماتے ہیں:۔

"قریباً ۱۸۸۴ء میں اللہ تعالےٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا۔ کہ ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ اور اس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی مخالف کبھی تیری سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکیگا۔ چنانچہ اس وقت تک جو ہماری عمر قریباً ۶۵ سال ہے۔ کوئی شخص دُور یا نزدیک رہنے والا ہماری گذشتہ سوانح پر کسی قسم کا داغ ثابت نہیں کر سکتا۔" صفحہ ۲۱۲

مخالفین کو چیلنج

تذکرۃ الشہادتین میں آپ مخالفین کو چیلنج کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے ابتدا سے مجھے تقوےٰ پر قائم رکھا۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔" صفحہ ۶۲

مخالفین کی نامرادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحدیوں کو کس نے باطل ثابت کیا۔ کون شخص ہے۔ جو کہہ سکے۔ کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی کو داغ دار ثابت کیا ہو۔ آج دنیا میں بدسے بدتر دشمن موجود ہیں۔ نہ صرف آج بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایسے دشمن موجود تھے۔ جو آپ کو قتل کرنے کے منصوبے کرتے رہے۔ وہ بھی تھے۔ جو آپ کے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتے تھے۔ وہ بھی تھے۔ جو آپ پر الزامات لگا کر لوگوں میں آپ کو بے آبرو کرنے کے خواہشمند تھے۔ مگر کسی میں یہ ہمت نہ ہوئی۔ کہ دعویٰ سے قبل کی زندگی پر نکتہ چینی کر سکے۔ واقعات، حالات اور حقائق اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی پر ایک رائی کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی کوئی شخص عیب نہ لگا سکا۔ پس ہرقل شاہ روم کے معیار کے مطابق اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت نہ ہو۔ اور اگر ایک ہی معیار سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستبازی تسلیم کی جا سکتی ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ اسی معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا بھی اقرار کیا جائے۔

پانچواں سوال

پانچواں سوال ہرقل نے یہ کیا تھا۔ ءاشراف الناس اتبعوہ ام ضعفاءھم۔ کہ اس شخص یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع امراء اور رؤسا ہیں۔ یا غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ۔ ابوسفیان نے جب جواب دیا۔ کہ کمزور اور غریب ہی اسکے متبع ہیں تو ہرقل کہہ اٹھا۔ وھم اتباع الرسل۔ یعنی ابتداء میں انبیاء و مرسلین کو ایسے ہی لوگ مانا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جب ہم اس معیار کے رو سے دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے جب دعوےٰ کیا۔ تو اس کے بعد کثرت کے ساتھ غرباء نے ہی سلسلہ احمدیہ کو قبول کیا۔ نوابوں رئیسوں اور دولتمندوں نے خدا تعالیٰ کے منادی کی آواز پر کان نہ دھرا۔ اور یہ اس لئے ہوا۔ تا خدائی سلسلہ نادانوں کی نگاہ میں مشتبہ نہ ہو۔ اور وہ یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ اس سلسلہ نے فلاں صاحب ثروت گروہ کی وجہ سے ترقی کی۔ خدا کا ہاتھ اس کے ساتھ نہیں۔

جماعت احمدیہ کی حیرت انگیز ترقی

چھٹا سوال ہرقل نے یہ کیا۔ کہ ایزیدون ام ینقصون یعنی کیا اس کے متبعین کا حلقہ بڑھتا جا رہا ہے۔ یا کم ہو رہا ہے۔ جب ابوسفیان نے جواب دیا۔ کہ اس کے مریدوں کا حلقہ وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ تو ہرقل نے کہا۔ کذالک امر الایمان حتی یتم۔ صداقت کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ کہ وہ کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔ اس معیار کے مطابق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہے۔ آپ نے جب دعوےٰ کیا سب دنیا مخالف ہو گئی۔ علماء نے تکفیر کے فتوے شائع کئے۔ اور ملک میں ایک سرے سے دوسرے تک آگ لگ گئی۔ لیکن آخر ہوا کیا۔ خدا تعالیٰ کا مسیح جو اکیلا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اپنے جذب روحانی سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی حیات طیبہ میں ہی جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ اور آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ نہ کفر کے فتوے روک پیدا کر سکے۔ نہ دشمنوں کی عداوتیں کچھ بگاڑ سکیں۔ جماعت احمدیہ کا قدم جس بلندی پر تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ بلندی پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ مخالفین کے قلوب پر اس کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور سلسلہ کے اشد معاند مولوی ظفر علی صاحب بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئے۔ کہ "آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں۔ کہ بڑے بڑے گریجویٹ۔ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کوئٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھادھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔ (از زمیندار ۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

اور یہی کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے مسیح کی پیشگوئیوں کے مطابق ہماری جماعت ترقی کرے گی۔ یہاں تک کہ دنیا میں یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کیساتھ یاد کیا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود کی پاکیزہ تعلیم

ہرقل نے ایک اور سوال یہ کیا تھا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کن باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ ابوسفیان نے بتایا۔ کہ وہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کیا جائے۔ شرک نہ کیا جائے۔ سچ بولا جائے۔ اور نیک کام کئے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی یہی تعلیم ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں۔ کہ وہ یقین کریں۔ کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا۔ نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے۔ کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دُور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے۔ تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ خدا میں کچھ تغیر آ جاتا ہے۔ بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی اس پر ایک نئی تجلی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۰) پھر فرماتے ہیں۔ "تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو۔ کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور اس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔ تا قبول کئے جاؤ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں۔ مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے۔ جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ

اور

ختم نبوّت کی حقیقت

آیت خاتم النبیین سے استدلال

مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے بعد جس کا جواب میں ایک گذشتہ پرچہ میں لکھ چکا ہوں۔ مولوی فضل اللہ صاحب نے اخبار "النجم" لکھنؤ میں آیت کریمہ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیءٍ علیماً (احزاب ع ۵) سے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت شریفہ میں خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ "یعنی آپ کی ذات مبارک تمام نبیوں کی نبوت کو ختم کرنے والی ہے۔ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا" آخری الفاظ معترض کی طرف سے محض اس لئے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ تا حضرت عیسے علیہ السّلام کی آمد کا دروازہ بند نہ ہو جائے حالانکہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی "ذات مبارک تمام نبیوں کی نبوت کو ختم کرنے والی ہے" تو پھر نئے یا پرانے نبی کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنی ان لوگوں کے نزدیک بھی یہ نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے وہ حضرت عیسے علیہ السّلام کی آمد کو تسلیم کرتے ہیں

قرأت میں اختلاف

معترض نے خاتم کی ت کے مکسور ہونے پر بہت زور دیا ہے۔ اور جریر وطبری کی روایت کو بیان کیا ہے۔ کہ سوائے عاصم اور حسن کے تمام قاری خاتم کو زیر سے پڑھتے تھے اور تفسیر فتح البیان۔ روح المعانی تفسیر مدارک وغیرہا سے ثابت کیا ہے۔ کہ سوائے ایک دو قاریوں کے تمام کے نزدیک خاتم تار کی زیر سے ہی ہے۔ اور پھر لکھا ہے "کہ ہندوستان میں چونکہ قرأت عاصم کے ذریعہ سے رائج ہے۔ اس لئے اس کو صحیح سمجھنا ناواقفیت کی وجہ سے ہے"۔ تعجب ہے۔ کہ آج جس قرأت کو "ناواقفیت کی وجہ" قرار دیا جاتا ہے۔ اور جمہور کو اس کے خلاف کہا جاتا ہے۔ اسی کو تمام ممالک میں رائج بھی کیا جاتا ہے۔ ہندوستان اور دیگر ممالک کے قرآن مجید جس قدر بھی نظر آتے ہیں۔ سب میں خاتم کی تار کو مفتوح ہی لکھا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحیح قرأت یہی ہے۔ اور پھر جن تفاسیر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ان میں بھی خاتم کو مفتوح ہی لکھا گیا ہے۔ اور پھر خود ہی اس بات کو تسلیم بھی کر لیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ اگر تار کے زبر سے بھی خاتم کے لفظ کو پڑھا جائے۔ تو بھی آخری کے معنی رہتے ہیں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی :

لغت کا ایک حوالہ

اس کے بعد ایک کلیہ پیش کیا ہے۔ کہ گو "خاتم کے معنی انگوٹھی کے بھی ہیں۔ لیکن جب اس کی اضافت ایک جماعت کی طرف ہو۔ تو اس وقت صرف آخر کے معنی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ چنانچہ لسان العرب جلد ۵ میں ہے۔ ختام القوم خاتمھم وخاتمھم اٰخرھم۔ حالانکہ یہ ایک دعوے ہی دعویٰ ہے۔ جو پیش کیا گیا ہے۔ اہل زبان کے کلام سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اگرچہ ایک لغت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مگر قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے لغات لکھنے والوں کا ترجمہ مدنظر رکھ کر خاتم النبیین کا لفظ نہیں بولا۔ بلکہ اس اسلوب بیان کو مدنظر رکھا ہے۔ جو اہل زبان کا تھا لغت لکھنے والا انسان تو جس عقیدہ کا موید ہو گا۔ اسی کو درج کرے گا :

پس ضروری تھا۔ کہ اس دعوے کی تائید عربی زبان کے کسی مستعمل محاورہ سے پیش کی جاتی۔ اور ہم ببانگ دہل کہتے ہیں۔ کہ عربی زبان کے کسی محاورہ سے وہ اس بات کی تائید ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمارا یہ دعوے ہے کہ عربی زبان میں خاتم بفتح التار جب کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے خاتم الشعرا۔ خاتم الاولیا۔ خاتم المحدثین۔ خاتم المہاجرین وغیرہ۔ تو اس کے معنے ہمیشہ افضل ہونے کے ہوتے ہیں۔ آخر کے معنی کبھی نہیں ہوتے" :

افضلیت کے معنی

خاتم النبیین میں بھی چونکہ خاتم جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہے۔ لہٰذا اس کے معنی تمام انبیاء کا سردار۔ اور سب رسولوں سے افضل ہونے کے ہیں۔ اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا ہے جیسا کہ آپ اپنے چچا حضرت عباس کو فرماتے ہیں۔ اطمئنّ یا عمّ فانک خاتم المہاجرین فی الہجرۃ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸) کہ اے چچا جس طرح میں خاتم النبیین ہوں۔ آپ خاتم المہاجرین ہیں۔ اب کیا حضرت عباس کے بعد کوئی مہاجر نہ ہوا۔ کیا علمار دیوبند نے ترک موالات کے دنوں میں ہجرت کا فتوے نہ دیا تھا

(۲) پھر حضرت علیؓ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء۔ کہ اے علی میں خاتم الانبیار ہوں۔ اور تم خاتم الاولیاء ہو۔ تو کیا حضرت علی کے بعد کوئی ولی نہیں ہوا۔

(۳) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کو رسالہ عجالہ نافعہ کے ٹائیٹل پیج پر خاتم المحدثین لکھا گیا ہے۔

(۴) فتوحات مکیہ کے ٹائیٹل پیج پر حضرت محی الدین صاحب ابن عربی کو خاتم الاولیار لکھا ہے۔

(۵) مولوی بدر عالم صاحب مدرس دیوبند نے اپنے رسالہ "الجواب الفصیح" میں مولوی انور شاہ صاحب سابق صدر مدرس دیوبند کو خاتم المحدثین لکھا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ خاتم کے معنی آخری کے نہیں ہیں بلکہ افضل اور اعلےٰ ہونے کے ہیں۔ ورنہ یہ لوگ خاتم الاولیاء خاتم المحدثین اور خاتم المہاجرین کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔

حضرت عائشہؓ کی تصدیق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انہی معنوں کی تائید کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتی ہیں۔ قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تو بے شک کہو لیکن یہ نہ کہو۔ کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ کس قدر وضاحت سے آپ نے لوگوں پر ظاہر فرما دیا۔ کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہرگز نہیں۔ کہ آپ کے بعد نبی کوئی نہ ہو گا۔ بلکہ اس کے معنی افضل الانبیاء ہونے کے ہیں۔

کلام عرب سے ثبوت

کلام عرب بھی اس بات کی تائید کرتا ہے چنانچہ ابو تمام الطائی مولف حماسہ کا مرثیہ لکھتے ہوئے حسن بن وہب ایک عربی شاعر لکھتا ہے

فجع القریض بخاتم الشعراء۔ وغدیر روضتھا حبیب الطائی

کہ خاتم الشعراء حبیب الطائی جو شاعری کے صحن کا حوض تھا۔ اس کی وفات سے شاعری کو بہت صدمہ پہنچا ہے اس میں ابو تمام کو خاتم الشعرار کہا گیا ہے۔ اور خود مرثیہ لکھنے والا شاعر ہے۔ اور شعر کہہ رہا ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ خاتم کے معنی آخری

کے نہیں۔ بلکہ افضل اور بڑی شان والے کے ہیں۔

ایک اور اعتراض

اس کے بعد لکھا ہے۔ "النبیین جمع سالم ہے۔۔۔ اور ایسے لفظ کو اصول فقہ وغیرہ میں الفاظ عام میں شمار کیا ہے۔ اس لئے خاتم النبیین کے یہ معنی ہوئے کہ جس کو بھی نبوت دی گئی ہے۔ اور جس پر بھی نبی کا اطلاق کیا گیا ہے۔ سب کے آپ خاتم ہیں۔ اور جمع سالم پر جب الف لام آتا ہے تو استغراق کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد نتیجہ نکالا ہے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔

غلط نتیجہ

عبارت مندرجہ بالا سے یہ نتیجہ کسی صورت میں بھی نہیں نکل سکتا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ کیونکہ النبیین کے جمع سالم اور الف لام کے استغراقیہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی کوئی نہ ہوگا۔ اور جب کہ خاتم کے معنی افضل ہونے کے ثابت کئے جا چکے ہیں۔ تو معنی یہ ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل اور ان کے سردار ہیں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں۔ انا سید ولد آدم ولا فخر۔ اور اگر مخالفین کے معنوں کو تسلیم کیا جائے کہ آپ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ تو اس سے لازم آئے گا۔ کہ آپ اپنے آپ کو بھی ختم کرنے والے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زمانہ قیامت تک جاری و ساری ہے اور آپ کے افاضہ روحانی کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

قد مات عیسیٰ مطرقاً و نبینا
حیٌّ و ربی انہ وافانی

تیس جھوٹے مدعیان نبوت

اس کے بعد بعض احادیث پیش کی گئی ہیں۔ جن کا جواب ترتیب وار عرض کیا جاتا ہے۔ پہلی حدیث یہ پیش کی گئی ہے۔ "سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی" نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت سے تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث شریف میں دو باتیں مذکور ہیں ایک یہ کہ تیس جھوٹے نبی ہونگے۔ دوسرے حضور نے فرمایا لا نبی بعدی۔

پہلی بات کا جواب تو یہ ہے۔ کہ تیس کی تعیین یہ بتاتی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کوئی سچا نبی بھی آنے والا ہے۔ ورنہ تعداد بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ فرما دیتے کہ جو بھی آئیگا جھوٹا ہوگا۔

۲۔ یہ حدیث مسلم کی ہے۔ اور اس کی شرح اکمال الاکمال میں لکھا ہے۔ "ھذا الحدیث ظھر صدقہ فانہ لو عد من تنبأ من زمن صلعم الی الآن بلغ ھذا العدد" (اکمال الاکمال جلد ۷ صفحہ ۲۵۸) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث اور اس کی بیان کردہ تعداد پوری ہو گئی ہے اس کتاب کا مؤلف ۸۲۸ھ میں فوت ہو چکا ہے۔ گویا چار سو سال گذرے کہ تیس دجال ہو چکے۔

۳۔ حج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق الحسن خان صاحب کے صفحہ ۲۳۳ میں لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

۴۔ امت محمدیہ کو خیر امت کہا گیا ہے۔ اگر ہمارے مخالفین کے عقیدہ کے مطابق اس میں دجال ہی پیدا ہوں اور سچا نبی کوئی بھی نہ ہو۔ تو پھر یہ خیر امت کس طرح ہو سکتی ہے۔

لا نبی بعدی کا مفہوم

دوسری بات جو حدیث میں مذکور ہے وہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی ہے۔ خاتم النبیین کے معنی افضل ہونے اور مصدق ہونے کے ثابت کئے جا چکے ہیں۔ اور لا نبی بعدی میں لا نفی جنس کا نہیں بلکہ صفت اور موصوف کی نفی کے لئے آیا ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا۔ لا فتیٰ الا علی ولا سیف الا ذوالفقار۔ کہ حضرت علی کے سوا کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت علی کی مانند کوئی جوان نہیں۔ اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں اسی طرح حضور نے فرمایا۔ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ (بخاری) اور فتح الباری شرح بخاری میں اس کی تشریح یہ کی گئی ہے۔ فلا قیصر بعدہ یملک مثل ما یملک ھو کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قیصر کے بعد اس کی شان کا کوئی اور قیصر نہ ہوگا۔ یہی مفہوم لا نبی بعدی کا ہے۔ کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میری شان کا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور حضرت عائشہ رضؓ اور دیگر ائمہ سلف کے معنی جو اوپر درج کئے گئے ہیں۔ وہ بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت قطعاً قابل اعتراض نہیں قرار دیا جا سکتا اور جو لوگ آپ کا انکار کرنے کے لئے آیت خاتم النبیین یا حدیث لا نبی بعدی کی آڑ لیتے ہیں۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں۔

خاکسار۔ ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل

پیغامی حریت

پیغام صلح ۲۷ جولائی میں بعنوان "ایک پیر پرست قادیانی کی تحریر کا جواب" ایک طویل مضمون لکھا گیا ہے۔ جس میں میرے ایک نوٹ کو سامنے رکھ کر نظام و تنظیم پر مذاق اڑایا گیا ہے میں اہل پیغام کو اس معاملہ میں بالکل معذور سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ یہی وہ ہوا حریت تھی۔ جس نے انہیں مرکز سلسلہ قادیان سے اڑا کر لاہور لا پٹکا۔ اور جس کی فراوانی پیغامی کیمپ میں آئے دن نظر آتی رہتی ہے۔ نظام و تنظیم تو وہ لوگ جانیں۔ جو کسی جماعت کے نظام اور کسی سلک میں منسلک ہوں۔ اور اس کی برکات سے مستفید ہوتے ہوں۔ لیکن جہاں نہ جماعت ہو نہ کوئی امام ہو۔ بلکہ ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کا الگ مالک ہو۔ بھلا ان کے نزدیک نظام کس بلا کا نام ہے اور اطاعت جیسی سعادت انہیں کیسے میسر آ سکتی ہے جبکہ ان کے اندر کوئی واجب التعظیم وجود ہی نہیں۔ وہ سب کچھ ایک انجمن کو سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ پیغام نے لکھا ہے۔ "تمام انتظام قوم کے منتخب کردہ نمائندوں کے ہاتھ میں ہو۔ اور وہ قوم کے سامنے جوابدہ ہو"۔

مگر ان کی اپنی انجمن کی یہ حالت ہے۔ کہ پریذیڈنٹ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنی ہوئی ہے۔ پریذیڈنٹ کے مقابلہ میں کسی کی نہیں چلتی۔ وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے ایک طرف تو پیغامی حریت کی اس طرح مٹی پلید ہو رہی ہے۔ اور دوسری طرف "حضرت امیر" کی جو قدر و منزلت ان میں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پیغام بلڈنگ اس بالشوزم کی مسموم ہوا کے اثر کے نیچے ہے۔ جس کا مظاہرہ اکثر وہاں ہوتا رہتا ہے اور اس کے ثبوت میں بہت سے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جو پیغامی حریت کی حقیقت کو طشت از بام کرتے ہیں۔ پس ایسے لوگ اگر ہم پر پیر پرستی کا الزام نہ لگائیں۔ تو اور کیا کریں؟

باقی رہا مولوی عمر الدین صاحب کا اب صحیح عقائد کو قبول کرنا۔ تو گذارش ہے۔ کہ اگر یہی صحیح عقائد تھے۔ جن کا علی الاعلان مولوی صاحب بیس برس تک بطلان کرتے رہے۔ جیسا کہ ان کی تحریرات گواہ ہیں۔ تو معلوم ہوا حقیقت وہ نہیں جو پیغام بھا۔ بلکہ کچھ اور ہی ہے۔

خاکسار عبد الحکیم احمدی از شملہ

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات

صدر انجمن احمدیہ قادیان

بابت ماہ مئی ۱۹۳۷ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد
۱	بیت المال	۷۸۴۲-۹-۳
۲	صدقات	۷۱۲-۵-۳
۳	مقبرہ بہشتی	۸۲۴۶-۷-۳
۴	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۸۹۷-۱۱-۰
۵	مدرسہ احمدیہ	۱۰۷-۸-۰
۶	گرلز سکول	۹۵-۱۴-۰
۷	احمدیہ ہوسٹل	۹۳۲-۰-۰
۸	امور عامہ	۴۹-۱۲-۶
۹	نور ہسپتال	۲۹۶-۱-۰
۱۰	ضیافت	۱۰۸-۹-۳
۱۱	دعوت و تبلیغ	۲۷۰-۱۳-۰
۱۲	تخفیف	۸۶۵-۱۳-۳
	میزان	۲۰۱۲۴-۷-۹
۱۳	بک ڈپو	۷۵-۰-۰
۱۴	طبع و اشاعت	۱۹۷۵-۱۴-۰
۱۵	ریویو انگریزی	۲۴۲-۳-۰
۱۶	بورڈران ہائی	۵۰۰-۱-۹
۱۷	بورڈران احمدیہ	۶۲۷-۶-۶
۱۸	پراویڈنٹ فنڈ	۲۱۴۷-۰-۸
۱۹	جائیداد	۹۸-۶-۰
	میزان	۵۶۰۶-۰-۰
۲۰	قرضہ	۱۰۰۰۰-۰-۰
	کل میزان	۳۵۷۳۰-۷-۹

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم خرچ
۱	بیت المال	۹۲۰-۸-۹
۲	صدقات	۲۳۷۹-۷-۹
۳	مقبرہ بہشتی	۹۹۱-۱۰-۹
۴	تعلیم و تربیت	۶۵۸-۳-۶
۵	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۲۴۵۷-۱۰-۶
۶	مدرسہ احمدیہ	۱۲۱۷-۰-۳
۷	گرلز سکول	۳۷۹-۱۱-۳
۸	احمدیہ ہوسٹل	۸۰۸-۳-۶
۹	امور عامہ	۵۴۸-۵-۶
۱۰	نور ہسپتال	۸۲۲-۷-۰
۱۱	ضیافت	۳۵۸۲-۱۰-۰
۱۲	دعوت و تبلیغ	۵۳۰۱-۱۳-۰
۱۳	تعمیر	۱۱۹-۱۲-۳
۱۴	دار القضاء	۴-۱۰-۰
۱۵	پرائیویٹ سکرٹری	۱۰۹۹-۱-۶
۱۶	نظارت اعلیٰ	۱۸۲۷-۱۴-۶
۱۷	دار الافتاء	۶-۸-۰
۱۸	محاسب	۵۲۹-۶-۶
۱۹	تالیف و تصنیف	۴۹۵-۷-۹
۲۰	جامعہ احمدیہ	۵۷۶-۹-۹
۲۱	امور خارجہ	۹۳۳-۳-۰
	میزان	۲۵۶۸۲-۵-۰
۲۲	بک ڈپو	۲۹۲-۸-۰
۲۳	طبع و اشاعت	۱۹۷۵-۱۱-۰
۲۴	ریویو انگریزی	۳۶۱-۱۳-۶
۲۵	بورڈران ہائی	۵۹۱-۴-۹
۲۶	بورڈران احمدیہ	۵۹۷-۱۱-۳
۲۷	پراویڈنٹ فنڈ	۶۱۸۴-۱۰-۶
۲۸	جائیداد	۴۳۶۶-۱-۶
	میزان	۱۲۳۳۹-۱۴-۶
	واپسی قرضہ	۴۷۱۰-۰-۰
	میزان کل	۴۲۷۳۲-۳-۶

(محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

مجلس تحریک قرآن مجید

ہندوستان و بیرون ہندوستان میں فی زمانہ جو زبانیں بولی جاتی ہیں ان میں ادبی و صحیح تراجم کے ساتھ قرآن مجید کی طباعت نشر و تقسیم کے واسطے ایک مجلس (سوسائٹی) موسوم بہ مجلس تحریک قرآن مجید (جو انگریزی میں قرآن مجید سوسائٹی کہلائے گی) قائم ہوئی۔ جو حسب قانون محدود بہ عہد ہے اور جس کی رجسٹری تحت قانون آصفیہ نشان (۴) بابت ۱۳۲۰ف ہوئی ہے۔

بورڈ نظماء

بتاریخ رجسٹری ۲-تیر ۱۳۴۶ف اس کے نظماء (ڈائرکٹران) اصحاب ذیل ہوئے۔

نواب سر امین جنگ بہادر کے۔ سی آئی۔ ای سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ صدر مجلس

نواب سر نظامت جنگ بہادر۔ نائٹ۔ سی آئی ای او بی ای۔ ڈائرکٹر

نواب سعادت جنگ بہادر (صدر المہام صرف خاص مبارک) ڈائرکٹر

نواب اکبر یار جنگ بہادر (رکن عدالت العالیہ) ڈائرکٹر

نواب ڈاکٹر ناظر یار جنگ بہادر۔ ایم اے ایل ایل ڈی رکن (عدالت العالیہ) ڈائرکٹر

نواب اختر یار جنگ بہادر (معتمد امور مذہبی) ڈائرکٹر

نواب محمد یار جنگ بہادر (رکن مجلس پائیگاہ وقار الامرائی) ڈائرکٹر

نواب سیف نواز جنگ بہادر (جمعدار و جاگیردار) ڈائرکٹر

نواب بہادر یار جنگ بہادر (جمعدار و جاگیردار)

مولوی محمد کبیر خان صاحب مختار دستخط پائیگاہ آسمانجاہی ڈائرکٹر

مولوی ابو محمد مصلح صاحب ڈائرکٹر خاص (معتمد مجلس)

نواب مرزا یار جنگ بہادر (چیف جسٹس عدالت العالیہ)

بتاریخ ۹-امرداد ۱۳۴۶ف بورڈ میں شریک ہوئے۔ اس سے جملہ تعداد ڈائرکٹران (مع صدر و معتمد) بارہ ہوئی۔ اس تعداد میں اضافہ نہ ہوگا۔ لیکن بصورت کمی بھرتی (بشرط منظوری جلسہ عام) بقیہ ڈائرکٹروں کے ووٹ سے ہوگی۔

اعزازی عہدہ داران

نواب فخر یار جنگ بہادر (معتمد فینانس سرکار عالی) نے مجلس کے مشیر فینانس ہونے اور نواب ہاشم یار جنگ بہادر (مشیر قانونی سرکار عالی) نے مشیر قانونی ہونے اور مولوی مرزا نصر اللہ خان صاحب (صدر محاسب سرکار عالی) نے مجلس کے آڈیٹر ہونے کی رضامندی براہ کرم ظاہر فرمائی ہے۔

بینکر

امپیریل بینک آف انڈیا (شاخ حیدرآباد دکن) نے بھی اس مجلس (سوسائٹی) کے بینکر ہونے کی رضامندی براہ کرم ظاہر کی ہے۔

مقصد

باستثناء ان امور کے جو قرآن مجید کے تراجم طباعت نشر و تقسیم سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس مجلس (سوسائٹی) کو کسی ملک قوم یا فرقہ کے کسی فرقی تمدنی یا سیاسی مسئلہ یا تحریک سے کوئی تعلق ہرگز نہ ہوگا۔

رکنیت

بذریعہ ہذا پبلک کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس مجلس (سوسائٹی) کے رکن بن جائیں۔ کوئی فیس یا چندہ وغیرہ کسی رکن پر واجب نہ ہوگا۔ ہر رکن کو اختیار رہیگا کہ مجلس کے مقاصد کے حصول و سربراہی میں اپنی مقدور و مرضی کے مطابق تائید و اعانت معقول طریق سے جیسا چاہے کرے۔ جو کوئی مجلس میں شریک ہونا چاہے اس کو صرف یہی کرنا ہوگا کہ اپنے دستخط سے اس مشروطی ضمانت کا اظہار کرے کہ اگر کسی وقت مجلس (سوسائٹی) خدانخواستہ اپنا کاروبار بند کر کے برخاست ہو جائے۔ تو فقط اس صورت میں وہ مجلس کی ذمہ داریوں کی پابجائی کیلئے اتنی رقم ادا کریگا۔ جو سو روپیہ سکہ حالی سے کسی حالت میں بھی زیادہ نہ ہوگی۔

درخواست کا فارم شامل ہے۔ ڈائرکٹروں کو اختیار ہوگا کسی درخواست کو منظور یا نامنظور کریں۔ جو کوئی کچھ چندہ ادا کرے۔ یا کوئی خدمت یا کام مجلس (سوسائٹی) کے واسطے انجام دے۔ اس کا نام معاونین کے ... میں ... درج ہوگا۔

احمد حسین امین جنگ صدر مجلس

ابو محمد مصلح معتمد مجلس حیدرآباد دکن

مالی قربانی کی اہمیت

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ماخلقت الجن والانس الّا لیعبدون۔ یعنی ہم نے چھوٹے بڑے سب انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ہمارے عبد بن جائیں۔ عبد سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان اپنی تمام طبعی طاقتوں کو خدا تعالےٰ کے منشاء کے مطابق استعمال کرے۔ تمام انبیا اسی لئے دنیا میں مبعوث ہوئے۔ تا انسان کو اس کی زندگی کی اصل غرض کی طرف متوجہ کریں۔ اور تمام شریعتیں نفس امارہ کو اعتدال پر لانے کے لئے بطور نسخہ تھیں۔ نبی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرکے شریعت کے احکام کی تفسیر کرتے تھے۔ جب بھی دنیا اپنے اصل راستہ کو چھوڑ کر فسق و فجور اور دنیاوی لذات میں مستغرق ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کسی نہ کسی نبی کو اصلاح کے لئے مبعوث فرما دیتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے عبد بننے کے لئے ایک نہایت ہی اعلےٰ اصول تلقین فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ یعنی انسان نفس امارہ کی سرکشی سے رہائی حاصل نہیں کر سکتا جب تک اپنی سب سے محبوب چیز کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرے۔ انسان کے دل میں سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کی محبت ہونی چاہئیے اور دوسری تمام محبتیں اس لئے ہونی چاہئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ ان سے محبت کی جائے۔ جب بھی انسان خدا تعالیٰ کی محبت کو فراموش کرکے کسی دوسری چیز کی محبت میں مستغرق ہوگا۔ وہ اپنی زندگی کی منزل مقصود کے خلاف راہ اختیار کرے گا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم نے گائے سے محبت کی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے دل سے گائے کی محبت نکالنے کے لئے حکم دیا۔ کہ اے بنی اسرائیل تم گائے ذبح کرو۔ اسی طرح تمام امتوں کے لئے کوئی نہ کوئی قربانی مقرر کی گئی۔ تا کہ ان کی طبیعت میں اعتدال پیدا ہو۔ اور وہ اپنی محبت کا رشتہ محبوب حقیقی سے مستحکم کر سکیں۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی جب دنیا نے اپنے محبوب حقیقی کو فراموش کر دیا۔ دنیاوی مال و زر کے دلدادہ بن گئے۔ اپنی زندگی کی غرض پوری کرنے کی بجائے دنیا کمانا ہی اپنا نقطۂ نگاہ بنا لیا۔ تو خدا تعالےٰ نے لوگوں کی حالت پر رحم کھا کر اپنا ایک نبی قادیان کی مبارک بستی میں سے کھڑا کیا۔ اس زمانہ میں چونکہ دنیا کی تمام تر توجہ اکتساب زر کی طرف تھی۔ اور دنیا کے دلوں سے اپنے خالق کے ساتھ رشتۂ محبت استوار کرنے کا خیال بالکل مفقود ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کو ضروری قرار دیا۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ تبلیغ کے ذرائع ریل۔ ہوائی جہاز۔ تار۔ لاسلکی وغیرہ کی موجودگی نے آسان کر دیئے ہیں۔ تو ان سے کام لینے کے لئے روپے کی ضرورت بھی لاحق ہے۔ اس لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد جسقدر مالی قربانی زیادہ کریں گے۔ اسی قدر تبلیغ کا کام زیادہ وسیع پیمانہ پر ہوگا۔ صحیح معنوں میں حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ امر واضح ہے۔ کہ دور حاضرہ میں مالی جہاد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ جو لوگ اس جہاد میں زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ ان کی روحانی ترقی کا زیادہ باعث ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کی محبت کے لئے یہ کام کریں گے۔ اس لئے تعلق باللہ زیادہ بڑھے گا۔ اور زیادہ معرفت نصیب ہوگی۔ موجودہ زمانہ کے سامان راحت و آرام اپنے اندر از حد کشش رکھتے ہیں۔ مگر جو شخص باوجود اس کشش کے اپنا رخ اللہ تعالےٰ کی جانب رکھے گا۔ وہ انشاء اللہ تعالےٰ زندگی کے مقصد کو حاصل کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت نہایت قریب کر دی ہے۔ جو وصیت کرنے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ اس لئے کہ دنیاوی لذات نہایت تیزی سے اپنی جانب راغب کر رہی ہیں۔ مگر جو لوگ اپنے نفس پر قابو پا کر دنیاوی لذات کو خدا تعالےٰ کے لئے اپنے اوپر سرد کر لیں گے۔ اور بذریعہ وصیت دوسری تحریکوں میں حصہ لیکر سلسلہ کی مالی مدد کریں گے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہوں گی۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو انسانوں کے اموال کی ضرورت ہے۔ اور وہ سلسلہ کے لئے لوگوں کی مدد کا محتاج ہے۔ بلکہ لوگوں سے مالی قربانی کرا کر جو موجودہ زمانہ میں روحانی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ان کی زندگی کی غرض پورا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:

"جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے۔ کہ اپنے مال سے بھی سلسلہ کی مدد کرے۔ جو ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے۔ اور جو ایک روپیہ دے سکتا ہے۔ وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے۔ دینی کارروائیاں بہت سے مصارف چاہتی ہیں۔ تالیف و اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں۔ ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بماہ نکل نہیں سکتے۔ یہی امور ہیں جن کے لئے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیئے تا خدا تعالےٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے۔ گو تھوڑی مدد ہو۔ تو وہ اس مدد سے بہتر ہے۔ کہ مدت تک فراموشی اختیار کرکے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے۔ اور اس راہ میں وہ روپیہ لگائے۔ اور بہرحال صدق دکھائے۔ تا فضل اور روح القدس کا انعام پائے۔"

(کشتی نوح)

چونکہ نبی کا کام لوگوں میں تقوےٰ اور تعلق باللہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا اپیل بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے۔ آپ کی سچائی کی بین دلیل ہے۔ آپ کا منشاء یہ ہے۔ کہ لوگوں کا دل اکتساب زر کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو۔ اس زمانہ میں چونکہ مالی قربانی کو تقوےٰ قائم کرنے کے لئے بنسبت دوسرے امور کے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ لوگوں کا رجحان زیادہ تر اکتساب زر کی طرف مائل ہے۔ اور مال کی محبت اللہ تعالےٰ کی محبت پر غالب آ رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی طرف خاص توجہ کی جائے اللہ تعالےٰ ہم کو سلسلہ کی خاطر مالی جہاد کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق دے۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے قابل بنائے۔

غلام مرتضیٰ خان از باغبانپورہ

سکرٹری تبلیغ اسلام انبالہ نے کیا کہا تھا

اخبار الفضل ۲ اگست میں انبالہ شہر میں تبلیغ احمدیت کے عنوان سے ایک اطلاع شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ شیخ عبدالحکیم صاحب گجراتی سکرٹری تبلیغ اسلام انبالہ شہر نے کہا۔ کہ اگر واقعی حضرت عیسےٰ وفات پا چکے ہیں۔ تو مولوی صاحب حلف اٹھائیں۔ اس کی بجائے یہ ہونا چاہیئے تھا۔ "شیخ عبدالحکیم صاحب گجراتی سکرٹری تبلیغ اسلام انبالہ شہر نے کہا کہ اگر واقعی حضرت عیسےٰ کی قبر سرینگر محلہ خانیار میں ہے۔ تو مولوی صاحب حلف اٹھائیں۔ کہ یہ قبر حضرت عیسےٰ کی ہی ہے۔"

اس پر جب حلف اٹھایا گیا۔ تو شیخ صاحب مبہوت ہو گئے۔ اور فوراً ان کے اپنے آدمیوں نے انہیں شرمندہ کیا۔ دوسرے دن کی تقریر میں جب اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تو شیخ صاحب کہنے لگے۔ گذشتہ باتیں جانے دیجئے ان کا ذکر نہ کیجئے۔

شیخ مبارک احمد از لدھیانہ

قادیان میں نہایت باموقعہ قطعہ اراضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوٹھی واقعہ دار الانوار قادیان کے احاطہ کے ساتھ بالکل ملحق جانب شمال کچھ رقبہ مملوکہ مرزا عزیز احمد صاحب و مرزا رشید احمد صاحب قابل فروخت موجود ہے۔ جس کے فروخت کرنے کا مالکان کی طرف سے مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ احباب کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو دوست اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ وہ خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ یہ اراضی دار الانوار کے ایسے حصہ کے ساتھ ملتی ہے۔ جو قادیان کی پرانی آبادی کے قریب تر ہے۔ اور نہایت باموقعہ اور اعلیٰ درجہ کی زمین ہے۔ قیمت یکمشت وصول کی جائے گی۔ فقط

والسلام

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان ۱۸/۷/۳۴

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کی بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ مع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دار الفضل فروخت ہوتی ہے۔ جو صاحب بیع یا رہن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کے لئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کرے گا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان معہ منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کر لیں۔

چودھری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

وصیت نمبر ۵۵۱۷ :۔

منکہ محمد ابراہیم ہوڈری ولد عبد الغنی صاحب قوم شیخ پیشہ بیوپار عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن دیوداگ ڈاکخانہ تحصیل دیوداگ ضلع رائچور علاقہ نظام بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱ محرم ۱۳۵۳ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اس وقت میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ از قسم زمینیات و لین دین وغیرہ جملہ تقریباً مبلغ ۳۰۰۰ روپیہ سکہ کلدار کی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ جائداد کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

میرا گذارہ صرف اسی جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ تجارت سے میری ماہوار آمد تقریباً عہ روپیہ سکہ کلدار ہوتی ہے اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ جائداد وصیت کردہ میں سے میرے مرنے کے بعد میرے ورثاء کا کوئی حق نہ ہوگا۔ فقط۔ محمد ابراہیم — گواہ شد:۔ محمد عبد الرحیم سکرٹری انجمن احمدیہ رائچور۔ گواہ شد:۔ عبد القادر مدرس

ضرورت ملازمت

ایک صاحب شیخ فتح محمد صاحب نو مسلم جو نارمل پاس ہیں۔ ایک میونسپل کمیٹی میں داروغہ رہ چکے ہیں نیز تعمیر کے متعلق منشی کے کام سے بخوبی واقف ہیں کام محنت اور دیانتداری سے کرتے ہیں۔ بیکار ہیں۔

صابن بنانا سیکھو

ولایتی صابن کی مانند نہایت خوبصورت اور خوشبودار جس کو بنانا سیکھ کر آپ تھوڑے ہی عرصہ میں مالا مال ہو سکتے ہیں۔ ہم صابن بنانے کی ترکیب کے ہمراہ تجربہ کیلئے مصالح وغیرہ بھی مفت روانہ کرتے ہیں۔ فیس صرف عہ روپیہ بذریعہ منی آرڈر آنا لازمی ہے۔ وی پی ہرگز ارسال نہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینجر گلشن بہار ایجنسی برنالہ ریاست پٹیالہ

اندھیرے گھر کا چراغ

حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے بچائے رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استاذی المکرم حضرت نور الدین رضی شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۰۸ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے حب اٹھرا مولانا استاذی المکرم نور الدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اور تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۶ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ روپیہ علاوہ محصول نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔ نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ میں ہر قسم کی مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کیلئے تیار رہتی ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے

المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ہینڈن برگ جو جرمنی کے پریذیڈنٹ تھے ۲ر اگست کو وفات پاگئے۔ آئندہ کے لئے کیبنٹ نے چانسلر شپ اور صدارت کے عہدوں کو ملاتے ہوئے ہر دو پر ہر ہٹلر کو فائز کر دیا۔ اور انہیں ملک کا واحد ڈکٹیٹر تسلیم کر لیا ہے۔ ہینڈن برگ ۱۸۴۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ جنگ عظیم میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اور آخری دم تک ملک کی خدمت کرتے رہے۔

پنجاب کونسل کی میعاد میں ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب نے ۲۶ر اکتوبر ۱۹۳۴ء سے ایک سال کی مزید توسیع کر دی ہے۔ یہ توسیع آئندہ ہونے والی اصلاحات کے سلسلہ میں کی گئی ہے۔

گاندھی جی کے متعلق بنارس سے ۲ر اگست کی اطلاع ہے۔ کہ ۳۱ جولائی ۴ بجے شام گاندھی جی کو گرفتار کرنے کے لئے ایک انسپکٹر پولیس گرفتاری کا وارنٹ لے کر "سناتن دھرم مارشل کیمپ" کے پانچ سپاہیوں کے ساتھ پہنچا۔ وارنٹ کے ذریعہ افسر مذکور کو یہ کام سرانجام دینا تھا۔ کہ گاندھی جی کو گرفتار کرنے کے بعد ان کو شہر سے باہر نکال دے۔ اور اگر وہ حکم کی تعمیل سے انکار کریں۔ تو ان کے فوٹو کو سزا دی جائے۔ گاندھی جی نے دو روز کی مہلت چاہی۔ اور وارنٹ کی پشت پر لکھ دیا۔ کہ میں اس ساری کارروائی کو ناجائز سمجھتا ہوں۔ اس پر دربار کے حکم کے ماتحت پانچ گھنٹہ تک گاندھی جی کا فوٹو سر اوپر اور ٹانگیں نیچے کر کے نوٹس کی تعمیل نہ کرنے کے جرم میں ان کے سامنے لٹکایا گیا۔ اور یکم اگست کو ایک جم غفیر کے سامنے جلا دیا گیا۔

بنارس کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں اچھوت ادہار کے متعلق گاندھی جی نے جو تقاریر کیں۔ ان کے خلاف اظہار نفرت کے لئے ایک جلوس نکالا گیا۔ مظاہرین کے ہاتھوں میں سیاہ جھنڈیاں تھیں۔ اور وہ "مہاتما گاندھی کا بائیکاٹ کرو" کے نعرے بلند کرتے تھے۔

اسمبلی میں ۴ر اگست کو ایک تحریک کے ذریعہ سلیکٹ کمیٹی سے کہا گیا۔ کہ وہ ۱۳ر اگست تک سٹیل پروٹیکشن بل کے متعلق رپورٹ کرے۔ سر جوزف بھور نے کہا۔ کہ حکومت نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایکسائز کے محصولات منتقل نہیں۔ جب حکومت کی مالی حالت درست ہو جائیگی۔ تو انکو منسوخ کر دیا جائیگا۔

جموں سے یکم اگست کی اطلاع ہے کہ کشمیر اسمبلی کی ۷۵ نشستوں میں سے ۳۳ نشستیں منتخب ارکان کے ذریعہ پر کی جائینگی۔ جن میں سے ۲۱ مسلمان دس ہندو اور دو سکھ ہونگے عام انتخابات ۳ر ستمبر کو ہونگے۔ اس وقت تک ۶ مسلمان دو ہندو اور ایک سکھ بلا مقابلہ

ہری جن فنڈ میں بنارس سے ۲ر اگست کی اطلاع کے مطابق اب تک کل رقم ۸ لاکھ وصول ہو چکی ہے۔

نئی دہلی سے ۲ر اگست کی اطلاع ہے۔ کہ فرقہ وارانہ فیصلہ اور وائٹ پیپر کے خلاف ملک کے طول و عرض میں کام کرنے کے لئے پنڈت مالویہ ایک نیشنلسٹ پارٹی بنانا چاہتے ہیں اور اسمبلی کے لئے ایسے امیدوار کھڑے کرنا چاہتے ہیں۔ جو اسمبلی میں جا کر وائٹ پیپر اور فرقہ وار فیصلہ کی مخالفت کریں۔ اس غرض کے لئے ۱۸ر اگست کو بنارس میں ایک کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔ جس کیلئے پنڈت مالویہ کی طرف سے دعوت نامے بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔

لاہور سے ۲ر اگست کی اطلاع ہے کہ پنجاب میں کانگرس کا انتخابی ٹکٹ بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ اور بجز ایک امیدوار کے ان تمام امیدواروں نے جن کا کانگرسی ٹکٹ پر اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑے ہونا بہترین انتخاب کہلا سکتا تھا۔ کانگرس کے ٹکٹ پر اسمبلی میں جانے کی درخواست کو مسترد کر دیا ہے۔ صوبہ کی موجودہ انتخابی سرگرمیوں کے پیش نظر صوبہ کے چھ مسلم اور دو سکھ حلقہ ہائے انتخاب میں سے ایک امیدوار بھی کانگرسی نہیں۔

لنڈن سے ۲ر اگست کی اطلاع ہے کہ لنڈن کے جنوب مشرق میں موجودہ شفاخانہ چشم کے قریب ایک جدید شفاخانہ چشم تیار کیا جائیگا۔ جس پر تین لاکھ پونڈ صرف ہونگے اور یہ ہسپتال ساز و سامان کے اعتبار سے دنیا میں لاثانی ہوگا۔

حکومت بنگال کے متعلق کلکتہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ لڑکوں کی ابتدائی تعلیم پر تقریباً ۶۷ لاکھ اور لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم پر تقریباً ۱۵ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کرتی ہے۔

گورکھپور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں سیلاب نے تباہی مچا رکھی ہے۔ بیس گاؤں بالکل بہ گئے ہیں۔

اخبار سن بمبئی کے نام لنڈن سے آمدہ بحری تار مظہر ہے کہ جائنٹ کمیٹی کی رپورٹ ۲۵ر اکتوبر کو دستخط ہونگے۔ اور اسے ۱۲ر نومبر کے قریب ہندوستان اور انگلستان میں بیک وقت شائع کر دیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سنٹرل لجسلیچر کے لئے بلاواسطہ انتخاب کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ نسلی امتیاز اور برطانوی مال کے متعلق امتناعی ڈیوٹیز لگانے کے خلاف دفعات رپورٹ میں شامل کر دی گئی ہیں۔ قانون اور امن کا محکمہ گورنروں کے ماتحت رہیگا

مدراس کونسل میں ۲ر اگست کو گورنمنٹ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ جولائی ۱۹۳۳ء سے ۳۰ جون ۱۹۳۴ء تک جاپان سے ۷۵۰ ٹن۔ سیام سے ایک لاکھ ۱۶ ہزار ۹۵۳ ٹن۔ اور برما سے ۵ لاکھ ۱۸ ہزار ۴۲۷ ٹن چاول مدراس میں درآمد ہوئے۔ گورنمنٹ مدراس نے گورنمنٹ ہند سے درخواست کی ہے۔ کہ مزید درآمد بند کر دی جائے۔

ہندوستان ٹائمز کا سپیشل نامہ نگار بنارس سے لکھتا ہے۔ کہ گاندھی جی جب وہاں سے روانہ ہونے لگے تو انہوں نے پنڈت مالویہ سے اپیل کی۔ کہ وہ نئی پارٹی نہ بنائیں اور کانگرسی امیدواروں کے مقابلہ میں اپنے امیدوار کھڑے نہ کریں۔

ڈیرہ اسماعیل خاں سے ۲ر اگست کی اطلاع ہے کہ بہری بہلول ایک گاؤں کے دو دیہاتیوں کو ایک ہزار سونے کے سکے اور چند قیمتی پتھروں کا خزانہ ملا ہے۔ جو سکے مہاتما بدھ کے زمانہ کے بیان کئے جاتے ہیں۔

شملہ میں ۴ر اگست کو لوہے اور فولاد پر محصولات کے بل کے متعلق سلیکٹ کمیٹی کا اجلاس لارڈ ممبر کے زیر صدارت ہوا۔ معلوم ہوا۔ کہ ابتدائی بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ فولاد کی سلاخوں پر چار روپیہ فی ٹن ایکسائز ڈیوٹی لگانے کے سوال پر غور و خوض آئندہ ہفتہ تک ملتوی کیا جائے۔

پشاور سے ۴ر اگست کی اطلاع ہے۔ کہ گذشتہ سال صوبہ سرحد میں ۸ مجرموں کو پھانسی دی گئی۔

بمبئی سے ۳ر اگست کی اطلاع ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اڑتالیسویں سالانہ اجلاس کے لئے حکومت سے اجازت طلب کی گئی تھی۔ لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

سرگودہا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پنجاب کے نئے خبر رساں دفتر ینشنل پریس آف انڈیا نے اپنی شاخ سرگودہا میں کھول کر یکم اگست سے کام شروع کر دیا ہے۔

ہانگ کانگ سے ۳ر اگست کی اطلاع ہے کہ پانچ ہزار روسی سپاہی کیانگسی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اسی مقام پر چینی فوجیں خیمہ زن ہیں۔ روسی افواج اس علاقہ پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی